کتاب المیراث

[حصہ سوم]

تالیف:

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

www.emarkaz.org

فہرست

فروض اور مخارج الفروض 4

عول 5

تعارف: 5

مسئلہ عادلہ: 5

مسئلہ عائلہ: 5

مسئلہ ردیہ: 6

عول کی تعریف: 6

عول کی سب سے پہلی عملی صورت 7

عول کا طریقہ: 9

کن کن مخارج میں عول ہو سکتا ہے؟ 9

عول کی مشق 10

رد 12

لغوی اور اصطلاحی معنٰی: 12

ذوی الفروض نسبی: 13

ذوی الفروض سببی: 13

رد کا طریقہ: 13

پہلی صورت کا حکم: 14

مثالیں: 14

دوسری صورت کا حکم: 14

مثالیں: 14

تیسری صورت کا حکم: 15

چوتھی صورت کا حکم: 15

پہلا مرحلہ: 15

دوسرا مرحلہ: 16

پڑتال: 16

مثالیں: 16

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

[حصہ سوم]

فروض اور مخارج الفروض

ہم جانتے ہیں کہ وہ حصے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعین کر دیے ہیں؛وہ کُل چھ حصے ہیں:

نِصۡف	رُبُع	ثُمُن	ثُلُثَان	ثُلُث	سُدُس
1/2	1/4	1/8	2/3	1/3	1/6

ہم یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ علم المیراث کی اصطلاح میں مخرج سے مراد وہ عدد ہے جس سے ورثاء کے متعینہ حصے نکالے جاتے ہیں۔ مثلاً چار ورثاء میں میراث اس طرح تقسیم کرنی ہے کہ ایک کو آٹھواں، دوسرے کو نصف، تیسرے کو چھٹا اور چوتھے کو بھی چھٹا حصہ ملے۔

زوجہ	بنت	بنت الابن	اب	
1/8	1/2	1/6	1/6	ع +
3	12	4	4	1 +

"24" ایک ایسا عدد ہے جس سے ان تمام ورثاء کو ان کے حصے دیے جاسکتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ان ورثاء میں میراث تقسیم کرنے کے لیے "24" کو مخرج بنانا پڑے گا۔ آٹھویں حصے والے کو "3"، نصف والے کو "12" اور چھٹے حصے والے دونوں ورثاء کو "4"، "4" ملے گا۔ "1" باقی بچے گا جو عصبہ ہونے کی وجہ سے اب کو مل جائے گا۔ مخرج نکالنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنے بھی حصے [کسور Fractions] ہوں، ان کا ذو اضعاف اقل L.C.M لے لیں۔ یہی مخرج ہے۔

علمائے میراث نے استقراء سے یہ بات معلوم کی ہے مخرج ہمیشہ سات اعداد میں سے کسی ایک سے بنتا ہے:

2 3 4 8 6 12 24

اگر آپ کو ذو اضعاف اقل کا طریقہ نہیں آتا تو ایک آسان حل یہ ہے ہر مسئلے میں "24" کو مخرج بنالیں۔ اس سے حساب تھوڑا لمبا ہو جائے گا مگر ہر مسئلہ ٹھیک نکلے گا۔

عول

تعارف:

جب بھی مخرج بنا کر ورثاء کو حصے دیے جائیں گے تو تین صورتیں ممکن ہو سکتی ہیں:

1. مخرج اور سہام [ورثاء کو ملنے والے حصے] آپس میں برابر ہوں گے۔ اسے مسئلہ عادلہ یا عدل کہتے ہیں۔
2. کبھی مخرج چھوٹا پڑ جائے گا اور سہام زیادہ ہو جائیں گے۔ اس کو مسئلہ عائلہ یا عول کہتے ہیں۔
3. کبھی مخرج بڑا ہو گا اور سہام کم ہوں گے۔ یعنی ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد بھی کچھ حصے بچ جائیں گے اور انہیں لینے والا کوئی عصبہ موجود نہیں ہو گا۔ اس کو مسئلہ ناقصہ، مسئلہ ردیہ یا صرف رد کہتے ہیں۔

تینوں صورتوں کی ایک ایک مثال درج ذیل ہے:

مسئلہ عادلہ:

جب مخرج اور سہام آپس میں برابر ہوں۔ مثلاً:

زوج	بنت	ام	اخ حقیقی
1/4	1/2	1/6	ع
3	6	2	1

مخرج 12 بنا۔ اور ورثاء کو ملنے والے حصوں کا مجموعہ بھی 12 ہے۔ یہ "مسئلہ عادلہ" کی مثال ہے۔

مسئلہ عائلہ:

جب مخرج کا عدد کم ہو اور حصے زیادہ ہو جائیں۔ مثلاً:

زوج	2-اخوات عینیہ	ام
1/2	2/3	1/6

3	4	1

مخرج 6 بنااور ورثاء کو ملنے والے حصوں کا مجموعہ 8 ہے۔ یہ "مسئلہ عائلہ" کی مثال ہے۔

مسئلہ ردیہ:

جب تقسیم کے بعد کچھ حصے بچ جائیں۔ مثلاً:

زوجہ	بنت
1/8	1/2
1	4

مخرج 8 بنا۔ ورثاء کو ملنے والے حصوں کا مجموعہ 5 ہے۔ اور یہاں کوئی عصبہ بھی موجود نہیں جو بچے ہوئے 3 حصے لے لے۔ یہ "مسئلہ ردیہ" کی مثال ہے۔

عول کی تعریف:

اگر ذوی الفروض کو ملے ہوئے حصوں کا مجموعہ "مخرج" یعنی اصل مسئلہ سے بڑھ جائے تو مخرج میں بنائے گئے حصوں میں اضافہ کرنا اور تمام ذوی الفروض کے حصوں میں اس تناسب سے کمی کرنا کہ تمام ورثاء کے حصے اور مخرج آپس میں برابر ہو جائیں عول کہلاتا ہے۔

یعنی بسا اوقات حصے زیادہ ہو جاتے ہیں اور عدد چھوٹا پڑ جاتا ہے تو مال کی تقسیم کے لیے جو عدد ذو اضعاف اقل سے بنایا گیا ہوتا ہے اس میں اضافہ کرنا پڑتا ہے اس کو عول کہا جاتا ہے۔

مثلاً ایک خاتون کا انتقال ہوتا ہے، اس کے ورثاء میں شوہر، ایک حقیقی بہن اور ایک علاتی بہن موجود ہیں۔ شوہر کو نصف ملے گا، حقیقی بہن بھی نصف کی مستحق ہے؛ جبکہ علاتی بہن کو سدس ملے گا۔ اس صورت میں پہلے پورے ترکہ کو 6 حصوں میں تقسیم کرکے تین تین حصے شوہر اور حقیقی بہن کو دیے جائیں گے اور علاتی بہن کو ایک دیا جائے گا۔ یہ کل سات حصے بن گئے لہٰذا اب ترکہ کے چھ حصے بنانے کے بجائے سات حصے بنا لیے جائیں گے۔ اسی کو عول کہتے ہیں۔

عول کی سب سے پہلی عملی صورت

عملی طور پر یہ صورت دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش نہیں آئی بلکہ آپ علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں دورِ خلافت میں پیش آیا۔ ایک خاتون کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں شوہر، ماں اور حقیقی بہن موجود تھے۔ قرآن کریم کے مطابق شوہر کو کل مال کا نصف، ماں کو ثلث اور بہن کو نصف دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ دو ورثاء [خاوند اور حقیقی بہن] کو نصف نصف دیا جائے تو تیسرے وارث [ماں] کو ثلث کہاں سے دیں گے؟ جب یہ مسئلہ حضرت عمر کے سامنے آیا تو انہوں نے فرمایا: ”واللہ! مجھے نہیں معلوم کہ تم میں سے کس وارث کو اللہ نے مقدم کیا ہے اور کس کو مؤخر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کی وجہ یہ ہے کہ اگر بہن کو پورا حصہ دیا جائے تو شوہر کا حصہ کم ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کو پورا حصہ دیا جائے تو بہن کا حصہ کم ہو جاتا ہے۔ اور اگر دونوں کو پورا پورا نصف دیا جائے تو ماں کا ثلث باقی نہیں رہتا۔

أَوَّلُ مَنْ أَعَالَ الْفَرَائِضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَمَّا الْتَوَتْ عَلَيْهِ الْفَرَائِضُ وَدَافَعَ بَعْضُهَا بَعْضًا قَالَ: وَاللهِ مَا أَدْرِي أَيُّكُمْ قَدَّمَ اللهُ وَلَا أَيُّكُمْ أَخَّرَ؛ وَكَانَ امْرَأً وَرِعًا فَقَالَ: مَا أَجِدُ شَيْئًا هُوَ أَوْسَعُ لِي أَنْ أُقَسِّمَ الْمَالَ عَلَيْكُمْ بِالْحِصَصِ; وَأُدْخِلَ عَلَى كُلِّ ذِي حَقٍّ مَا دَخَلَ عَلَيْهِ مِنْ عَوْلِ الْفَرِيضَةِ.

احکام القرآن جصاص؛ ج2 ص114

ترجمہ: سب سے پہلے فرائض میں عول کرنے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ جب کہ مختلف فرائض [حصے] آپس میں الجھ گئے تھے اور ایک دوسرے کے مقابل آ گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے کس وارث کو مقدم کیا ہے اور کس کو مؤخر۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت خوفِ خدا رکھنے والے آدمی تھے؛ چنانچہ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز مناسب نہیں لگ رہی کہ میں تم سب میں حصوں کے مطابق مال تقسیم کر دوں اور پھر ہر حق دار کے حصے میں سے اتنی کمی کر دوں جتنی فرائض میں عول کرنے سے ہوئی ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وَأَوَّلُ مَنْ حَكَمَ بِالْعَوْلِ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ (فَإِنَّهُ وَقَعَ فِي صُورَةٍ ضَاقَ مَخْرَجُهَا عَنْ فُرُوضِهَا فَشَاوَرَ الصَّحَابَةَ فَأَشَارَ الْعَبَّاسُ إِلَى الْعَوْلِ فَقَالَ أَعِيلُوا الْفَرَائِضَ فَتَابَعُوهُ عَلَى ذَلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ أَحَدٌ

ردالمحتار؛ج6ص786؛باب العول

ترجمہ: سب سے پہلے عول کا فیصلہ کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ تھے۔ اور یہ مسئلہ اس صورت میں سامنے آیا جب مخرج اپنے حصوں کی مکمل ادائیگی سے قاصر رہا۔ لہٰذا انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عول کا مشورہ دیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فرائض [حصوں] کو کم کر دو۔ [یعنی مسئلہ کو عائلہ بنادو] اس پر سب نے اتفاق کیا اور کسی نے انکار نہیں کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یا امیر المؤمین! یہ بتائیں کہ اگر کوئی آدمی چھ درہم چھوڑ کر فوت ہوا ہو، اور اس پر سات درہم کا قرض ہو جن میں سے ایک آدمی کے تین اور دوسرے کے چار درہم تھے تو آپ کیسے ادائیگی کریں گے؟ کیا آپ ان چھ دراہم کے سات حصے نہیں کریں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالکل! ایسا ہی کروں گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وراثت میں بھی یہی صورت ہے۔ چنانچہ اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عول کے حساب کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔

اسی طرح کا ایک مسئلہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی پیش آیا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دورانِ خطبہ حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا:

اگر بیوی، دو بیٹیاں اور ماں باپ وارث ہوں تو ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ اس صورت میں بیوی کو آٹھویں کی بجائے نواں حصہ ملے گا۔ یہ جواب دے کر آپ رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنا خطبہ چھوڑا تھا وہیں سے دوبارہ شروع فرما دیا۔ اسی وجہ سے اس مسئلہ کو "مسئلہ منبریہ" کہا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ؛ حضرت وکیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا كَانَ أَحْسَبُ مِنْ عَلِيٍّ سُئِلَ عَنِ ابْنَتَيْنِ وَأَبَوَيْنِ وَامْرَأَةٍ فَقَالَ : صَارَ ثُمُنُهَا تُسُعًا .

مصنف ابن ابی شیبۃ؛ رقم الحدیث 31202

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم الحساب کا ماہر کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ سے دو بنات، ماں باپ اور زوجہ کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیوی کا آٹھواں حصہ؛ نویں حصے میں بدل جائے گا۔ [یعنی اسے 24 میں سے 3 کے بجائے 27 میں سے 3 حصے ملیں گے۔]

عول کا طریقہ:

عول کے لیے کسی لمبے چوڑے حساب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ صرف ذوی الفروض کو ملے ہوئے حصوں کے مجموعہ کی تعداد کو اصل مسئلہ کے اوپر عین کا چھوٹا سا نشان بنا کر اس کے اوپر لکھ دیا جاتا ہے۔ بس یہی عول ہے۔

کن کن مخارج میں عول ہو سکتا ہے؟

یاد رکھیں علمائے میراث نے استقراء سے یہ بات معلوم کی ہے مخرج ہمیشہ سات اعداد میں سے کسی ایک سے بنتا ہے۔

2 3 4 8 6 12 24

ان میں سے پہلے چار میں کبھی بھی عول نہیں ہو گا۔ باقی تین اعداد یعنی: 6، 12 اور 24 میں عول ہو سکتا ہے۔ یعنی ان تین صورتوں میں جب کہ مخرج 6، 12 یا 24 بنے تو ممکن ہے کہ عول ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ عول نہ ہو۔

6 کا عول 10 تک کے طاق اور جفت تمام اعداد میں ہو سکتا ہے۔ یعنی 6 کا عول: 7، 8، 9 اور 10 آسکتا ہے۔

12 کا عول صرف 13، 15 اور 17؛ ان تین طاق اعداد میں ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ مخرج 12 بنا ہو اور عول 14 یا 16 آجائے۔

24 کا صرف ایک عول ممکن ہے: 27

اگر 6، 12 یا 24 کے علاوہ کسی اور مخرج میں عول آجائے تو آپ سمجھ جائیں کہ مسئلہ حل کرنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

اگر عول آئے تو 6، 12 یا 24 میں مگر مذکورہ اعداد کے علاوہ کوئی اور عدد آجائے تب بھی آپ سمجھ جائیں کہ مسئلہ حل کرنے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

یاد رکھیں! عول والے مسئلے میں اگر کوئی عصبہ موجود ہو تو اسے حصہ نہیں ملتا۔ وجہ یہ ہے عصبات کو حصہ اس وقت ملتا ہے جب ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد کچھ بچ جائے؛ یہاں تو پہلے ہی حصے کم ہو رہے ہیں، عصبات کو حصہ کہاں سے ملے گا!

عول کی مشق

درج ذیل مسائل حل کریں:

زوج	2اخت عینی		
زوج	2اخت عینی	اخت خیفی	
زوج	4اخت عینی	2اخت خیفی	
زوج	2اخت عینی	2اخت خیفی	ام
زوجہ	8اخت عینی	اخت خیفی	
زوجہ	4اخت عینی	4اخت خیفی	
زوجہ	2اخت عینی	4اخت خیفی	ام
زوجہ	4بنات	اب	ام

مختصر جواب دیں:

طے شدہ حصے [فرائض] کتنے ہیں اور کون کون سے؟

کون کون سے اعداد مخرج بن سکتے ہیں؟

عول کن کن مخارج میں ہو سکتا ہے؟

6 کا عول کہاں تک ممکن ہے؟

12 کا عول کہاں تک ہو سکتا ہے ؟

24 میں کتنے عول ہو سکتے ہیں اور کون کون سے ؟

مسئلہ منبریہ کیا ہے ؟

کیا عصبات کی موجودگی میں عول ہو سکتا ہے ؟

کیا مسئلہ عائلہ میں عصبات کو کچھ حصہ ملتا ہے ؟ وجہ بتائیں۔

رد

لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

رو عول کا الٹ ہے۔ رد کا لفظی معنیٰ ہے: لوٹانا۔

اصطلاحی طور پر اس کی تعریف یہ ہے: جب مخرج بڑا اور ذوی الفروض کو ملنے والے سہام کا مجموعہ چھوٹا ہو۔

آسان الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد کچھ ترکہ بچ جائے اور ان کا کوئی مستحق موجود نہ ہو [یعنی کوئی عصبہ موجود نہ ہو] تو بچے ہوئے سہام کو ذوی الفروض نسبیہ کے درمیان ان کے حصوں کے تناسب سے تقسیم کر دیا جائے گا۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کے ضابطہ کا اطلاق فرمایا ہے:

بيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ رَسولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ، إِذْ أَتَتْهُ امْرَأَةٌ، فَقالَتْ: إنِّي تَصَدَّقْتُ علَى أُمِّي بجَارِيَةٍ، وإنَّهَا مَاتَتْ، قالَ: فَقالَ: وَجَبَ أَجْرُكِ، وَرَدَّهَا عَلَيْكِ المِيرَاثُ

صحیح مسلم: رقم الحدیث 1149

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی: میں نے ایک باندی اپنی والدہ کو دی تھی۔ اب میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اجر ثابت ہو چکا ہے اور میراث نے اس باندی کو تمہاری طرف لوٹا دیا ہے۔

ظاہر ہے اکیلی بیٹی کا حصہ ذوی الفروض ہونے کے ناطے نصف ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ کوئی اور وارث نہیں تھا اس لیے پوری باندی ہی اس بیٹی کو بطور بطورِ "رد" مل گئی۔

ذوی الفروض کی دو قسمیں ہیں:

1. ذوی الفروض نسبی
2. ذوی الفروض سببی

ذوی الفروض نسبی:

وہ ذوی الفروض جن کے ساتھ نسب والا، خون والا رشتہ ہو۔ ان کو علم المیراث کی اصطلاح میں من یرد علیہ بھی کہا جاتا ہے۔ من یرد علیہ کا ترجمہ ہے: جن پر رد کیا جاتا ہے۔ زوج اور زوجہ کے علاوہ باقی دس ذوی الفروض؛ ذوی الفروض نسبی یا من یرد علیہ کہلاتے ہیں۔

ذوی الفروض سببی:

وہ ذوی الفروض جن کے ساتھ خون کا / نسب کا رشتہ نہیں ہوتا بلکہ ایک سبب یعنی نکاح کا رشتہ ہوتا ہے۔ علم المیراث کی اصطلاح میں ان کو من لا یرد علیہ بھی کہا جاتا ہے۔ من لا یرد علیہ کا ترجمہ ہے: جن پر رد نہیں کیا جاتا۔ یہ صرف دو وارث ہیں: زوج اور زوجہ۔

یاد رکھیں! جہاں عصبہ موجود ہو وہاں پر رد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بچا ہوا سارا مال؛ عصبہ لے لیتا ہے۔
ذوی الفروض نسبی یعنی من یرد علیہ کی عدم موجودگی میں بچا ہوا ترکہ ذوی الارحام کو دیا جاتا ہے۔
ذوی الارحام کی عدم موجودگی میں بچا ہوا ترکہ بیت المال میں جمع کیا جاتا ہے۔
اگر بیت المال بھی موجود نہ ہو تو زوجین پر ہی رد کر دیا جائے گا۔

رد کا طریقہ:

ریاضی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو رد کے بہت سے طریقے ممکن ہیں۔ ہم ان میں سے آسان ترین طریقے کو اختیار کر رہے ہیں۔

رد کے اعتبار سے دیکھا جائے تو چار صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ممکن ہو سکتی ہے:

1. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] ایک ہی جنس کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔
2. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] مختلف اجناس / گروہ والے ہوں اور زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔
3. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] ایک ہی جنس سے ہوں اور زوجین میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو۔
4. ورثاء [ذوی الفروض نسبی] مختلف اجناس کے ہوں اور زوجین میں سے کوئی ایک بھی موجود ہو۔

پہلی دونوں صورتوں میں زوجین میں سے کوئی بھی موجود نہیں اور دوسری اور تیسری صورت میں زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہے۔

پہلی صورت کا حکم:

پہلی صورت میں ورثاء کی تعداد [عددِرؤوس] سے ہی مسئلہ نکال لیں یعنی ورثاء کی تعداد کو ہی مخرج بنالیں۔

مثالیں:

4بنات

2جدات

5اخوات عینیہ

مذکورہ تمام مسائل میں یہ طریقہ اختیار کریں کہ ہر مسئلہ میں موجود ورثاء کی تعداد کو ہی مخرج بنالیں۔

دوسری صورت کا حکم:

دوسری صورت یعنی اگر ورثاء مختلف اجناس کے ہوں تو ان کے حصوں [سہام] کے مجموعے کو ہی مخرج بنالیں۔

مثالیں:

ام	بنت
ام	اخت حقیقی

مذکورہ تمام مسائل میں یہ طریقہ اختیار کریں کہ ہر مسئلہ میں موجود ورثاء کے سہام کے مجموعہ کو ہی مخرج بنالیں۔

ان دونوں صورتوں میں رد کرنا بہت ہی آسان ہے، صرف اصل مسئلہ کے اوپر رد کا نشان لگا کر رد کے بعد والا مخرج اس کے اوپر لکھ دیں۔

- یاد رکھیں! دوسری صورت والا طریقہ پہلی صورت میں بھی قابلِ عمل ہے، صرف حساب تھوڑا سا لمبا ہو جائے گا۔

تیسری صورت کا حکم:

اگر ورثہ ایک ہی جنس کے ہوں اور ان کے ساتھ من یرد علیہ [احد الزوجین؛ زوج، زوجہ میں سے کوئی ایک] بھی موجود ہو تو احد الزوجین کے فرض سے مخرج بنائیں گے، اس کو حصہ دینے کے بعد باقی حصے سارے کے سارے من لا یرد علیہ کو دے دیں گے۔

زوج	بنت
زوجہ	7بنات
زوجہ	ام
زوج	اخت

مذکورہ تمام مسائل میں یہ طریقہ اختیار کریں کہ پہلے احد الزوجین کو ملے ہوئے حصے [فرض] سے مخرج بنائیں اور اس کو اسی مخرج میں سے حصہ دے دیں۔ پھر باقی بچے ہوئے تمام کے تمام حصے من یرد علیہ والے وارث کو دے دیں۔

چوتھی صورت کا حکم:

چوتھی صورت میں مسئلہ حل کرنے کے لیے حساب کے تھوڑے سے لمبے عمل کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس حساب کے کئی طریقے ہیں۔ ہمارے خیال میں اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ پہلے مسئلہ کو عام طریقے پر حل کریں۔ جب معلوم ہوا کہ مسئلہ ردیہ ہے تو پھر دو مراحل میں مسئلہ حل کرنا ہو گا۔

پہلا مرحلہ:

احد الزوجین کو اصل مسئلہ [مخرجِ اول] سے ملے ہوئے حصے کو مخرج سے تفریق کریں۔ جو جواب آئے اس کو ذوی الفروض نسبی [من یرد علیہ] کو ملے ہوئے حصوں سے ضرب دے دیں۔ [یاد رکھیں یہ وہ حصے ہیں جو ان کو اصل مسئلہ [مخرجِ اول] سے ملے تھے۔]

دوسرا مرحلہ:

اس کے بعد ذوی الفروض نسبی [من یرد علیہ] کے حصوں کے مجموعہ کو احد الزوجین کو اصل مسئلہ [مخرجِ اول] سے ملے ہوئے حصے سے ضرب دیں اور اصل مسئلہ [مخرج] سے بھی ضرب دیں۔ اس سے احد الزوجین کا حصہ اور ایک نیا مخرج نکل آئے گا۔

پڑتال:

اب آپ تمام ورثاء [ذوی الفروض نسبی اور سببی] کے حصوں کو جمع کریں اور دیکھیں کہ ان کا مجموعہ نئے مخرج کے برابر ہے یا نہیں۔ اگر برابر ہے تو آپ نے مسئلہ درست حل کیا ہے۔ ورنہ حساب میں کہیں غلطی ہوئی ہے۔

مزید تسلی کے لیے نئے مخرج سے احد الزوجین کا حصہ [فرض] اس کے طے شدہ حصے والی کسر Fraction کے ذریعے نکال کر دیکھ لیں۔ یہ اتنا ہی ہو گا جتنا ہونا چاہیے۔ اور پھر اسی نئے مخرج سے ذوی الفروض نسبی کے حصے [فرائض] بھی ان کے طے شدہ حصوں والی کسور Fractions کے ذریعے نکال کر دیکھ لیں۔ یہ حصے اپنے طے شدہ فرائض سے زیادہ ہوں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کو رد کے لحاظ سے کچھ زیادہ حصہ مل چکا ہے۔

مثالیں:

زوج اخت خیفی ام الام

زوج بنت بنت الابن

زوجہ بنت بنت الابن ام